سوموار 04 جنوری 2021ء | 19 جمادی الاولیٰ 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:3

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

(الاحزاب: 57)

یعنی اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں پس اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے رہا کرو اور اس کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام براہین احمدیہ میں اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ’’جو الہام ہے وہ یہ ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ۔ اور درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضّلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔ سبحان اللہ اُس سرورِ کائنات کے حضرت احدیّت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قُرب ہے کہ اُس کا مُحب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بن جاتا ہے۔

ہیچ محبوبے نماند ہمچو یار دلبرم
مہر و مہ را نیست قدرے در دیارِ دلبرم
آں کجا رُوئے کہ دارد ہمچو رُویش آب و تاب
واں کُجا باغے کہ مے دارد بہارِ دلبرم

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 597-598 حاشیہ)

کہ میرے محبوب جیسا کوئی نہیں ہے۔ اس کے ہاں چاند اور سورج کی بھی کوئی قیمت نہیں۔ ایسا چہرہ کہاں کہ اس جیسی آب و تاب رکھتا ہو اور ایسا باغ کہاں جو میرے محبوب جیسی بہار رکھتا ہو۔

۔۔۔۔۔پس دشمن ہمیں جو چاہے کہتا رہے۔ ہم پر جو بھی الزام لگاتے ہیں لگاتے رہیں۔ ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور ہمیں سب سے بڑھ کر آپ کے خاتم النبیین ہونے کا اِدراک ہے اور یہ سب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم دشمن کے ہر حملے اور ہر ظلم کے بعد پہلے سے بڑھ کر اپنے ایمان میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پہلے سے بڑھ کر بھیجنے والے ہوں تا کہ مسلمانوں کو بھی آپ کے اس مقام کا صحیح اِدراک حاصل ہو اور یہ بھٹکے ہوئے مسلمان بھی صحیح رستے پر آجائیں اور دنیا میں بھی اسلام کی خوبصورت تعلیم پھیلے۔

(خطبہ جمعہ 16 دسمبر 2016ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمانِ رسول ﷺ

کونسا درود پڑھا جائے؟

حدیث شریف میں حضرت کعبؓ بیان فرماتے ہیں:

ہم لوگوں نے (ایک دفعہ) حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ہم آپ لوگوں یعنی آپ کے گھر کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام لوگوں پر درود کس طرح بھیجا کریں۔ سلام بھیجنے کا طریق تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے مگر درود بھیجنے کا طریق ہم نہیں جانتے۔ آپؐ نے فرمایا یوں کہا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

یعنی: اے اللہ محمد ﷺ پر اور محمدؐ کی آل پر درود بھیج۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کی آل پر درود بھیجا ہے۔ تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ تو محمد ﷺ پر اور محمدؐ کی آل پر برکات بھیج۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی آل پر برکات بھیجی ہیں تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الانبیاء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

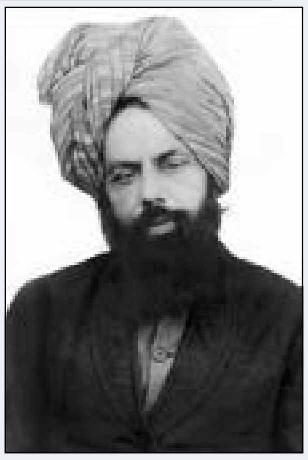

درود شریف کس طرح پڑھا جائے؟

حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

’’درود شریف اس طور پر نہ پڑھیں کہ جیسا عام لوگ طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ ان کو جناب حضرت رسول اللہ ﷺ سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضورِ تام سے اپنے رسول مقبولؐ کے لئے برکاتِ الٰہی مانگتے ہیں۔ بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہئے کہ رابطہ محبت آنحضرت ﷺ اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل یہ تجویز نہ کر سکے کہ ابتدائے زمانہ سے انتہاء تک کوئی ایسا فرد بشر گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو اس سے ترقی کرے گا۔ اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہوسکتا ہے کہ جو کچھ محبانِ صادق آنحضرت ﷺ کی محبت میں مصائب اور شدائد اٹھاتے رہے ہیں یا آئندہ اٹھا سکیں یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کرسکتی ہے وہ سب کچھ اٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو۔ اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوّتِ واہمہ پیش نہ کر سکے کہ جس کے اٹھانے سے دل رک جائے اور کوئی ایسا حکم عقل پیش نہ کر سکے کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو......پس جب اس طور پر یہ درود شریف پڑھا گیا تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلاشبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے اور حضورِ تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ شامل ہو اور یہاں تک یہ توجہ رگ اور ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جاوے۔‘‘

(مکتوبات جلد 1 صفحہ 13 قدیم ایڈیشن)

اسی طرح ایک دوسرے خط میں نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

’’آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں۔ اور جیسا کہ کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے۔ ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے برکت چاہیں۔ اور بہت ہی تضرع سے چاہیں۔ اور اس تضرع اور دعا بقیہ صفحہ 10 پر

دربارِ خلافت

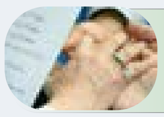

تمہیں اگر کسی چیز کی فکر کرنی چاہئے تو اس کی عبادت کی طرف توجہ اور وقت پر نمازوں کی طرف توجہ کی فکر کرنی چاہئے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: اُتۡلُ مَاۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لَذِکۡرُ اللّٰہِ اَکۡبَرُ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُوۡنَ (العنکبوت:46) کہ تُو کتاب میں سے جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کر یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یقیناً سب ذکروں سے بڑا ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ تو نماز قائم کرنے سے مراد ایک تو باجماعت نمازوں کی ادائیگی ہے اور خاص طور پر ان نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ بھی دلائی ہے۔ ایک اور جگہ ایک اور آیت میں بھی توجہ دلائی گئی ہے یہاں بھی اس سے مراد یہی ہے کہ تمہاری سستی یا کاروباری مصروفیات کی وجہ سے وقت پر اور باجماعت نمازیں ادا نہیں کی جارہیں، ان کو ادا کرو، نماز قائم کرو، باجماعت ادا کرو۔ تو یاد رکھو کہ اگر تم نمازوں کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو گئے تو دنیا کی بے حیائی اور لغو باتوں سے جن میں آج کل کی دنیا پڑی ہوئی ہے۔ خاص طور پر اس معاشرے میں یورپ کے معاشرے میں، تو ان چیزوں سے تم بچ کے رہو گے۔ اس لئے ان کی طرف خود بھی توجہ دو اور اپنے بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہو۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی ہے اس کی عبادت ہی ہے جو ہر دنیوی چیز سے بالا ہے۔ اس لئے تمہیں اگر کسی چیز کی فکر کرنی چاہئے تو اس کی عبادت کی طرف توجہ اور وقت پر نمازوں کی طرف توجہ کی فکر کرنی چاہئے۔ یاد رکھو اللہ سب جانتا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔ اس لئے دو عملی نہیں چلے گی۔ قول اور فعل میں تضاد مشکل ہے۔ اگر تم اس فکر سے نمازوں کی طرف توجہ دو گے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور دنیاوی معاملات ایک طرف رکھ کر اس کے حضور حاضر ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اس نیک نیت اور اس کی عبادت کرنے کی وجہ سے تمہارے دنیوی معاملات میں بھی برکت ڈالے گا۔ ورنہ عبادت کی طرف توجہ نہ دینے سے تمہارے کاروبار میں بے برکتی رہے گی۔ تمہاری اولادوں کے بھی صحیح راستے پر چلنے کی کوئی ضمانت نہیں رہے گی اور پھر مرنے کے بعد تمہارا محاسبہ بھی ہو گا، تمہاری نمازوں کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ صحیح طور پر ادا کی گئی تھیں یا نہیں کی گئی تھیں۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ یونسؒ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے اعمال میں سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس بات کا محاسبہ کیا جائے گا وہ نماز ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا رب عزوجل فرشتوں سے فرمائے گا۔ حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ میرے بندے کی نماز کو دیکھو کیا اس نے اسے مکمل طور پر ادا کیا تھا یا نامکمل چھوڑ دیا۔ پس اگر اس کی نماز مکمل ہوگئی تو اس کے نامہ اعمال میں مکمل نماز لکھی جائے گی۔ اور اگر اس نماز میں کچھ کمی رہ گئی ہو گی تو فرمایا کہ دیکھیں کیا میرے بندے نے کوئی نفلی عبادت کی ہوئی ہے پس اگر اس نے کوئی نفلی عبادت کی ہو گی تو فرمائے گا کہ میرے بندے کی فرض نماز میں جو کمی رہ گئی تھی وہ اس کے نفل سے پوری کر دو۔ پھر تمام اعمال کا اسی طرح مواخذہ کیا جائے گا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب قول النبیؐ کل صلاۃ لا یتمھا صاحبھاتتم من تطوعہ)

پس ایک احمدی کے معیار یہ ہونے چاہئیں نہ کہ یہ کہ اپنی دنیاوی ضروریات کے لئے نمازوں کو ٹال دیا جائے۔ اپنے نامہ اعمال کے بارے میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا، کیا ہے اور کیا نہیں۔ اس لئے ایک فرض جو اللہ نے

بقیہ صفحہ 10 پر

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی
باقی وہی ہمیشہ غیر اس کے سب ہیں فانی
غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی
سب غیر ہیں وہی ہے اک دل کا یارجانی
دل میں میرے یہی ہے سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

ہے پاک پاک قدرت عظمت ہے اسکی عظمت
لرزاں ہیں اہل قربت کروبیوں پہ ہیبت
ہے عام اس کی رحمت کیونکر ہو شکر نعمت
ہم سب ہیں اسکی صنعت اس سے کرو محبت
غیروں سے کرنا الفت کب چاہے اسکی غیرت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

جو کچھ ہمیں ہے راحت سب اسکی جود و منت
اس سے ہے دل کی بیعت دل میں ہے اسکی عظمت
بہتر ہے اسکی طاعت, طاعت میں ہے سعادت
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

سب کا وہی سہارا رحمت ہے آشکارا
ہم کو وہی پیارا دلبر وہی ہمارا
اس بن نہیں گزارا غیر اس کے جھوٹ سارا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

(محمود کی آمین ۔ 7/ جون 1897ء۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 319)

آج کی دعا

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۲۷﴾ (سورۃ النمل:27)

ترجمہ: اللہ وہ ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر وہی عرشِ عظیم کا ربّ۔

یہ مصیبت اور پریشانی کے وقت کی دعا ہے۔

پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 22 مئی 2020 میں مندرجہ ذیل دعا (جو کہ پیارے آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی مصیبت اور پریشانی کے وقت کی دعا ہے) پڑھنے کی تحریک فرمائی ہے۔

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ، وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔ (صحیح بخاری کِتَابُ الدَّعَوَاتِ بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ حدیث 6346)

ترجمہ: ’’اللہ صاحب عظمت اور بردبار کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کا بھی رب ہے اور عرش کریم کا بھی۔‘‘

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ پریشانی میں یہ دعا کیا کرتے تھے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم جنوری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

شہادت کے دن حضرت علیؓ نے صبح فرمایا کہ مَیں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ مجھے آپؐ کی امّت کی طرف سے ٹیڑھے پن اور جھگڑے کا سامنا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے خلاف دعا کرو۔ مَیں نے کہا اے اللہ! مجھے ان کے بدلے میں وہ دے جو ان سے بہتر ہو اور انہیں میرے بدلے میں مجھ سے بدتر دے

آج نئے سال کا پہلا دن اور پہلا جمعہ ہے۔ دعا کریں کہ یہ سال جماعت، دنیا اور انسانیت سب کے لیے بابرکت ہو۔ ہم اپنے فرض ادا کرتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر حقوق اللہ اور حقوق العباد بجالانے والے ہوں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے رنگ میں دنیا والوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہے

الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعاؤں کی مکرر تحریک

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ یکم جنوری 1202ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم رانا عطاء الرحیم صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ خطبات کے تسلسل میں حضرت علیؓ کا ذکر جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

حضرت مصلح موعودؓ حضرت علیؓ کی شہادت کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خوارج کے گروہ نے اس فتنے کو دور کرنے کے لیے یہ مشورہ کیا کہ جس قدر بڑے آدمی ہیں ان کو قتل کر دیا جائے۔ انہوں نے حضرت علیؓ، امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کو بیک وقت قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ باقی دونوں افراد پر حملہ کرنے والے تو ناکام رہے لیکن حضرت علیؓ پر حملہ کرنے والے نے جمعے کے دن صبح کی نماز کے وقت آپؓ پر حملہ کیا اور یہ الفاظ کہے کہ علی! تیرا حق نہیں کہ تیری ہر بات مانی جائے بلکہ یہ حق صرف اللہ کا ہے۔ حضرت علیؓ کی شہادت کی پیش گوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی اور آپؓ کے قاتل کو اولین و آخرین میں بدبخت ترین فرد قرار دیتے ہوئے اسے حضرت صالحؑ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والے سے تشبیہ دی تھی۔

حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملہ کرنے والا شخص ابنِ ملجم جب قیدی بنا کر آپؓ کے سامنے لایا گیا تو آپؓ نے اسے عزت سے ٹھہرانے کی ہدایت کی اور فرمایا کہ اگر مَیں زندہ رہا تو اسے قتل کروں گا یا معاف کر دوں گا۔ اگر مَیں مر گیا تو اسے قصاص میں قتل کر دینا لیکن حد سے نہ بڑھنا۔ آپؓ نے ہدایت فرمائی کہ ابنِ ملجم کے پیٹ اور شرم گاہ میں نیزہ نہ مارا جائے۔

خوارج میں سے جن تین آدمیوں نے مکّے میں جمع ہو کر تین اہم ترین شخصیات کو قتل کرنے کے لیے خود کو پیش کیا ان کے نام یہ ہیں: عبد الرحمٰن بن ملجم جس نے حضرت علیؓ پر حملہ کیا۔ برک بن عبد اللہ تمیمی نے امیر معاویہ اور عمرو بن بکیر تمیمی نے عمرو بن عاص کے قتل کے لیے خود کو پیش کیا۔ ان لوگوں نے رمضان کی سترہویں رات اپنے مذموم مقصد کے لیے منتخب کی اور پھر ابنِ ملجم کوفہ چلا آیا۔

شہادت کے دن حضرت علیؓ نے صبح فرمایا کہ مَیں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ مجھے آپؐ کی امّت کی طرف سے ٹیڑھے پن اور جھگڑے کا سامنا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کے خلاف دعا کرو۔ مَیں نے کہا اے اللہ! مجھے ان کے بدلے میں وہ دے جو ان سے بہتر ہو اور انہیں میرے بدلے میں مجھ سے بدتر دے۔

حضرت علیؓ نے اپنی وصیّت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اعلانِ توحید کے بعد فرمایا کہ تم سب اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اور تفرقہ نہ کرنا کیونکہ مَیں نے ابو القاسم ﷺ سے سنا ہے کہ باہمی تعلقات کی اصلاح کرنا نفل نمازوں اور روزوں سے بہتر ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ بڑی اہم بات ہے اسے یاد رکھنا چاہیے آپس میں صلح صفائی سے رہنا، اصلاح کرنا یہ بہت بڑی نیکی ہے۔ آپؓ نے مسکینوں اور یتامیٰ کی خبر گیری کا حکم دیا نیز فرمایا کہ نماز کی حفاظت کرو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو نہ چھوڑو ورنہ تم سے بُرے تمہارے حاکم بن جائیں گے۔ حضورِ انور نے فرمایا: نیک کاموں کا کہنا اور برے کاموں سے روکنا یہ بڑی ہی اہم بات ہے ورنہ تم میں سے برے لوگ تمہارے حاکم بن جائیں گے۔ پھر تم دعائیں کرو گے مگر تمہاری دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ یہی آج کل مسلمان ملکوں کا حال ہے۔

حضرت علیؓ نے سر پر آنے والے مہلک زخم کے آثار بھانپ کر ایک روز فرمایا کہ مَیں تم لوگوں سے جُدا ہونے والا ہوں۔ یہ سن کر آپؓ کی صاحبزادی حضرت امِّ کلثوم رو پڑیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: اگر تم وہ دیکھ لو جو مَیں دیکھ رہا ہوں تو تم رونا چھوڑ دو۔ فرمایا: مَیں نظارہ دیکھ رہا ہوں کہ فرشتوں اور نبیوں کے وفد ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ بھی وہاں ہیں اور فرماتے ہیں اے علی! خوش ہو جاؤ کیونکہ جس طرف تم جا رہے ہو وہ اس سے بہتر ہے جس میں تم موجود ہو۔

حضرت مصلح موعودؓ حضرت علیؓ کی وفات کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپؓ کی وفات پر حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ اے لوگو! آج وہ شخص فوت ہوا ہے جس کی بعض باتوں کو نہ پہلے پہنچے اور نہ بعد کو آنے والے پہنچیں گے۔ رسول اللہ ﷺ اسے جنگ کے لیے بھیجتے تو جبرئیل اس کے دائیں اور میکائیل بائیں طرف ہوتے۔ اس نے صرف سات سو درہم اپنا ترکہ چھوڑا۔ وہ اس رات فوت ہوا جس رات عیسیٰؑ کی رُوح آسمان کی طرف اٹھائی گئی یعنی رمضان کی ستائیسویں تاریخ۔ حضرت علیؓ کو ان کے دونوں بیٹوں اور حضرت عبد اللہ بن جعفر نے غسل دیا۔ حضرت حسنؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپؓ کی تدفین سحری کے وقت ہوئی۔ آپؓ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے جسدِ مبارک کو لگائے گئے مشک سے بچا ہوا کچھ تبرک تھا۔ آپؓ نے وصیّت کی تھی کہ وہ مشک آپؓ کی میت کو لگایا جائے۔

حضرت علیؓ کے مزار کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں۔ بعض کے مطابق آپؓ کو کوفہ کی جامع مسجد میں دفن کیا گیا یا مدینہ منتقل کر کے حضرت فاطمہؓ کی قبر کے پاس بقیع میں دفن کیا گیا۔ شیعہ روایات کے مطابق آپؓ کا مزار نجف میں ہے۔ جبکہ علامہ ابن اثیر اور امام ابن تیمیہ کے مطابق اس بات کی کوئی دلیل نہیں بلکہ کہا جاتا ہے کہ وہاں حضرت مغیرہ بن شعبہ کی قبر ہے۔

حضرت علیؓ نے مختلف وقتوں میں آٹھ شادیاں کیں جن سے چودہ لڑکے اور انیس لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

آپؓ کے فضائل کی نسبت آنحضرت ﷺ نے فرمایا مَیں عِلم کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہے، جو اس شہر کا قصد کرے اسے چاہیے کہ وہ اس کے دروازے پر آئے۔

اس روایت کا ذکر کرتے ہوئے، حضرت مصلح موعودؓ علماء کی بہادری کے ضمن میں فرماتے ہیں پس حضرت علیؓ کو رسول کریم ﷺ نے علماء میں سے قرار دیا مگر جنگِ خیبر میں سب سے نازک وقت پر اسلام کا جھنڈا آپؓ ہی کے ہاتھ میں دیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے وقت علماء بزدل نہیں تھے۔

حضرت علیؓ فرماتے کہ ایک وقت تھا کہ مَیں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھتا تھا اور آج میری زکوٰۃ چار ہزار یا ایک روایت کے مطابق چالیس ہزار دینار تک پہنچ چکی ہے۔ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تم میرے بھائی اور میرے ساتھی ہو۔ اسی طرح فرمایا کہ جنّت تین آدمیوں یعنی علی، عمار اور سلمان کی مشتاق ہے۔ ایک اور موقع پر فرمایا کہ اے علی! اللہ نے تمہیں ایک ایسی خوبی عنایت کی ہے کہ اس سے بہتر خوبی اس نے اپنے بندوں کو عطا نہیں کی یعنی دنیا سے بے رغبتی۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جنّت میں جس درجے میں مَیں ہوں گا اس میں علیؓ اور فاطمہؓ بھی ہوں گے۔

حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نئے سال کے تناظر میں فرمایا کہ آج نئے سال کا پہلا دن اور پہلا جمعہ ہے۔ دعا کریں کہ یہ سال جماعت، دنیا اور انسانیت سب کے لیے بابرکت ہو۔ ہم اپنے فرض ادا کرتے ہوئے پہلے سے بڑھ کر حقوق اللہ اور حقوق العباد بجالانے والے ہوں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے رنگ میں دنیا والوں کو ان کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ گذشتہ ایک سال سے ہم ایک انتہائی خطرناک وبائی مرض کا سامنا کر رہے ہیں لیکن دنیا کی اکثریت اس بات کی طرف توجہ نہیں دینا چاہتی کہ کہیں یہ وبا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں اپنے حقوق و فرائض کی طرف توجہ دلانے کے لیے نہ ہو۔ چند ماہ پہلے مَیں نے بہت سے سربراہانِ حکومت کو اس طرف توجہ دلانے کے لیے خطوط بھی لکھے تھے۔ بعض سربراہان نے جواب بھی دیے لیکن ان کے جواب دنیاداری والے جواب تھے۔ خدا کا خانہ جو مَیں نے بہت بڑا بیان کیا تھا اس کا ذکر ہی نہیں کیا۔ دنیا کے ہر لیڈر اور ہر عقل مند انسان کو پتہ ہے کہ اس وبا کے بعد کے اثرات بہت خطرناک ہوں گے لیکن اس کے باوجود اصل حل کی طرف توجہ نہیں دیتے اور صرف دنیاوی کوششوں کی طرف توجہ ہے۔ پس ہر احمدی کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے سپرد کتنا بڑا کام کیا گیا ہے۔ اس کے لیے سب سے پہلے اپنے اندر پیار محبت اور بھائی چارے کی فضا پیدا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ دنیا کو اس جھنڈے کے نیچے لایا جاسکے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بلند کیا تھا۔ تب ہی ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے اور نئے سال کی مبارک باد دینے اور لینے کے مستحق قرار دیے جاسکتے ہیں۔

حضورِ انور نے پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کے لیے دعا کی ایک بار پھر تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان میں بعض مولوی اور سرکاری اہل کار ظلم پر اترے ہوئے ہیں۔ یہ دنیادار لوگ حکومت اور دولت کے بَل بوتے پر ہم پر ظلم تو کر سکتے ہیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ ہم اس خدا کے ماننے والے ہیں جو نِعۡمَ الۡمَوۡلٰی وَ نِعۡمَ النَّصِیۡرُ ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم دعاؤں سے اپنی عبادتوں کو مزید سجائیں اور اگر ہم یہ کر لیں گے تو پھر ہم کامیاب ہیں۔

الجزائر میں ایک عدالت نے سب احمدیوں کو بَری کیا تھا اور دوسری عدالت نے معمولی جرمانہ کر کے تقریباً ساروں کو فارغ کر دیا۔ اس کے باوجود بھی ابھی کچھ اسیر ہیں، اسی طرح پاکستان کے اسیروں کے لیے بھی دعا کریں۔ مسلم اُمہ کے لیے بھی دعا کریں کہ وہ آنے والے مسیح موعودؑ کو ماننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو بھی عقل دے اور وہ اس کے بندوں کے حق ادا کرنے والے ہوں۔ ہر ملک میں ہر احمدی کے لیے یہ سال رحمتوں اور برکتوں کا سامان بن کر آئے۔ آمین

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11 دسمبر 2020ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

جبرئیلؑ نے رسول اللہ ﷺ سے علیؓ کی تعریف کی تو آپؐ نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ اس پر جبرئیلؑ نے کہا میں آپ دونوں میں سے ہوں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ... یہ اعلان کیا کہ میں اسلام کا سیاہ جھنڈا آج اس کے ہاتھ میں دوں گا جس کو خدا اور اس کا رسول اور مسلمان پیار کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس قلعہ کی فتح اس کے ہاتھ پر مقدر کی ہے۔ اس کے بعد دوسری صبح آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور جھنڈا ان کے سپرد کیا جنہوں نے صحابہؓ کی فوج کو ساتھ لے کر قلعہ پر حملہ کیا۔ باوجود اس کے کہ یہودی قلعہ بند تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہؓ کو اس دن ایسی قوت بخشی کہ شام سے پہلے پہلے قلعہ فتح ہو گیا

غزوۂ تبوک رجب 9 ہجری کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو مدینے میں اپنا قائم مقام مقرر فرمایا

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد اور داماد ابو تراب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

رشید احمد صاحب ابن محمد عبداللہ صاحب ربوہ کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

الجزائر اور پاکستان میں احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعا کی تحریک

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۵ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا۔ آج بھی اور آئندہ بھی چند خطبات میں وہی جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

غزوۂ احد کے موقعے پر جب ابن قمئہ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو شہید کیا تو اس نے یہ گمان کیا کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ قریش کی طرف لَوٹا اور کہنے لگا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا ہے۔ جب حضرت مصعبؓ شہید ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا حضرت علیؓ کے سپرد کیا۔ چنانچہ حضرت علیؓ اور باقی مسلمانوں نے لڑائی کی۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ ۵۲۹ غزوہ احد ،مقتل مصعب بن عمیر مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ ۲۰۰۱ء)

ایک روایت میں آتا ہے کہ غزوۂ احد کے موقعے پر مشرکین کے علمبردار طلحہ بن ابوطلحہ نے حضرت علیؓ کو للکارا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر ایسا وار کیا کہ وہ زمین پر ڈھیر ہو کر تڑپنے لگا۔ حضرت علیؓ نے یکے بعد دیگرے کفار کے علمبرداروں کو تہِ تیغ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی ایک جماعت دیکھ کر حضرت علیؓ کو ان پر حملہ کرنے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت علیؓ نے عمرو بن عبداللہ جُمَحِی کو قتل کر کے انہیں منتشر کر دیا۔ پھر آپؐ نے کفار کے دوسرے دستہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے شَيْبَةُ بِنْ مَالِكْ کو ہلاک کیا تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یقیناً یہ ہمدردی کے لائق ہے، یعنی حضرت علیؓ کے بارے میں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں۔ تو جبرئیلؑ نے کہا کہ میں آپ دونوں میں سے ہوں۔

(شرح العلامہ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ جلد ۲ صفحہ ۴۰۹ باب غزوہ احد، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۶ء)
(تاریخ الطبری جلد ۳ صفحہ ۶۸ باب غزوہ احد، دار الفکر للطباعۃ ولنشر التوزیع بیروت ۲۰۰۲ء)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے لوگ ہٹ گئے تو میں نے شہداء کی لاشوں میں دیکھنا شروع کیا تو ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ تب میں نے کہا خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھاگنے والے تھے اور نہ ہی میں نے آپؐ کو شہداء میں پایا ہے لیکن اللہ ہم سے ناراض ہوا اور اس نے اپنے نبی کو اٹھا لیا ہے پس اب میرے لیے بھلائی یہی ہے کہ میں لڑوں یہاں تک کہ قتل کر دیا جاؤں۔ پھر میں نے اپنی تلوار کی میان توڑ ڈالی اور کفار پر حملہ کیا۔ وہ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان ہیں۔

(اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ لابن اثیر جلد ۰۴ صفحہ ۹۴ ذکر علی بن ابی طالب، دار الفکر للطباعۃ والنشر التوزیع بیروت ۲۰۰۳ء)

یہ عشق و وفا کی وہ داستان ہے جو بچپن کے عہد سے شروع ہوئی اور ہر موقعے پر اپنا جلوہ دکھاتی رہی۔
غزوۂ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو زخم لگے اس حوالے سے ایک روایت ہے کہ حضرت سہل بن سعدؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے کہا مجھ سے پوچھتے ہو تو اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم دھو رہا تھا۔ یعنی یہ نظارہ سب کچھ میری آنکھوں کے سامنے ہے، اور کون پانی ڈال رہا تھا اور کیا دوا لگائی گئی تھی۔ حضرت سہلؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہؓ زخم دھو رہی تھیں اور حضرت علیؓ ڈھال میں سے پانی ڈال رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی خون کو اَور نکال رہا ہے تو انہوں نے بوریہ کا ایک ٹکڑا لیا اور اس کو جلایا اور ان کے ساتھ چپکا دیا۔ اس سے خون رک گیا اور اس دن آپؐ کا سامنے والا دانت بھی ٹوٹ گیا تھا اور آپؐ کا چہرہ زخمی ہو گیا تھا اور آپؐ کا خَود آپؐ کے سر پر ٹوٹ گیا تھا۔

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب ما اصاب النبی ﷺ من الجراح یوم احد حدیث نمبر ۴۰۷۵)

حضرت سعید بن مُسَیِّبؒ سے روایت ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت علیؓ کو سولہ زخم لگے تھے۔

(اسد الغابہ لمعرفۃ الصحابہ لابن اثیر جلد ۰۴ صفحہ ۹۳ ذکر علی بن ابی طالب، دار الفکر بیروت ۲۰۰۳ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مضمون بیان فرما رہے تھے کہ مصائب کے نیچے برکتوں کے خزانے مخفی ہوتے ہیں تو یہ مضمون بیان فرماتے ہوئے آپؓ نے یہ بیان فرمایا کہ ’’حضرت علیؓ نے احد سے واپس آ کر حضرت فاطمہؓ کو اپنی تلوار دی اور کہا اس کو دھو دو۔ آج اس تلوار نے بڑا کام کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کی یہ بات سن رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: علیؓ! تمہاری ہی تلوار نے کام نہیں کیا اَور بھی بہت سے تمہارے بھائی ہیں جن کی تلواروں نے جوہر دکھائے ہیں۔ آپؐ نے چھ سات صحابہؓ کے نام لیتے ہوئے فرمایا ان کی تلواریں تمہاری تلوار سے کم تو نہ تھیں۔‘‘

(مصائب کے نیچے برکتوں کے خزانے مخفی ہوتے ہیں، انوار العلوم جلد 19 صفحہ 59)

اور پھر انہی مصیبتوں میں سے گزرتے ہوئے ان لوگوں کو آخر فتح یابی ہوئی۔

غزوۂ خندق شوال پانچ ہجری میں ہوئی ہے۔ اس موقعے پر کفار کے لشکر نے جب مدینہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا تو ان کے رؤساء نے اس امر پہ اتفاق کیا کہ مل کر حملہ کیا جائے۔ وہ خندق میں کوئی ایسی تنگ جگہ تلاش کرنے لگے جہاں سے وہ اپنے گھڑسوار نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب تک پہنچا دیں مگر انہیں کوئی جگہ نہ ملی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ایسی تدبیر ہے جس کو عرب میں آج تک کسی نے نہیں کیا تھا۔ ان سے کہا گیا کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک فارسی شخص ہے جس نے آپؐ کو اس بات کا مشورہ دیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ اسی کی تدبیر ہے یعنی کفار نے کہا۔ پھر وہ لوگ ایسے تنگ مقام پر پہنچے جس سے مسلمان غافل تھے تو عِکْرِمہ بن ابوجہل، نَوفل بن عبداللہ اور ضِرار بن خَطّاب اور ھُبَیْرَہ بن ابووَھْب اور عَمرو بن عبدِ وُدّ نے اس جگہ سے خندق کو پار کیا۔ عمرو بن عبدِ وُدّ مقابلے کے لیے بلاتے ہوئے یہ شعر پڑھنے لگا کہ

وَلَقَدْ بَحِحْتُ مِنَ النِّدَاءِ
لِجَمْعِهِمْ هَلْ مِنْ مُبَارِزْ

یعنی ان کی جماعت کو آواز دیتے دیتے خود میری آواز بیٹھ گئی ہے کہ ہے کوئی جو مقابلے کے لیے نکلے۔

اس کے جواب میں حضرت علیؓ نے یہ اشعار کہے۔

لَا تَعْجَلَنَّ فَقَدْ اَتَاكَ
مُجِیْبُ صَوْتِكَ غَیْرُ عَاجِزْ
فِيْ نِیَّةٍ وَ بَصِیْرَةٍ
وَالصِّدْقُ مَنْجِی كُلِّ فَائِزْ
اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ اُقِیْمَ
عَلَیْكَ نَائِحَةَ الْجَنَائِزْ
مِنْ ضَرْبَةٍ نَجْلَاءَ یَبْقٰی
ذِكْرُهَا عِنْدَ الْهَزَاهِزْ

تم ہرگز جلدی نہ کرو۔ تمہاری آواز کا جواب دینے والا تمہارے پاس آ گیا ہے جو بے بسی اور کمزوری کا اظہار کرنے والا نہیں۔ مضبوط ارادے اور مکمل بصیرت کے ساتھ اور میدان میں ثابت قدمی اور ڈٹ جانا ہی ہر کامیاب ہونے والے کی نجات کا ذریعہ ہے۔ میں یقیناً امید رکھتا ہوں کہ میں تجھ پر میتوں پر نوحہ کرنے والیاں اکٹھی کر دوں گا۔ ایسا بڑا زخم لگا کر جس کا تذکرہ جنگوں میں باقی رہے گا۔

حضرت علی بن ابوطالبؓ نے جب کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس سے مقابلے کے لیے نکلوں گا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی تلوار دی اور عمامہ باندھا اور دعا کی کہ اے اللہ! اس یعنی عمرو بن عبدِ وُدّ کے مقابل میں اس کی مدد کر۔ حضرت علیؓ اس کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ دونوں ایک دوسرے سے مقابلہ کے لیے ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور جب مقابلے پہ آئے تو وہاں ان دونوں کے درمیان مٹی کا غبار اٹھا۔ حضرت علیؓ نے اسے مار کر قتل کر دیا اور اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا تو ہم نے جان لیا کہ حضرت علیؓ نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اس کے ساتھی پشت پھیر کر بھاگ گئے اور اپنے گھوڑوں کی وجہ سے جان بچانے میں کامیاب ہو گئے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 573)
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۲ صفحہ ۲۸۳ غزوۃ رسول اللہ ﷺ الخندق و ھی غزوۃ الاحزاب۔ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۹۹۶ء)
(البدایہ والنھایہ جلد ۲ جزء ۴ صفحہ ۱۱۵ غزوۃ الخندق و ھی غزوۃ الاحزاب، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۱ء)

اس کی مزید تفصیل بیان فرماتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں تحریر فرمایا ہے کہ عمرو ایک نہایت نامور شمشیرزن تھا اور اپنی بہادری کی وجہ سے اکیلا ہی ایک ہزار سپاہی کے برابر سمجھا جاتا تھا اور چونکہ وہ بدر کے موقع پر خائب وخاسر ہو کر واپس گیا تھا اس لیے اس کا سینہ مسلمانوں کے خلاف بغض و انتقام کے جذبات سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے میدان میں آتے ہی نہایت مغرورانہ لہجے میں مبارز طلبی کی۔ کہا کوئی ہے جو میرے مقابلے پہ آئے۔ بعض صحابہ اس کے مقابلہ سے کتراتے تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے حضرت علیؓ اس کے مقابلہ کے لیے آگے نکلے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تلوار ان کو عنایت فرمائی اور ان کے واسطے دعا کی۔ حضرت علیؓ نے آگے بڑھ کر عمرو سے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ تم نے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ اگر قریش میں سے کوئی شخص تم سے دو باتوں کی درخواست کرے گا تو تم ان میں سے ایک بات ضرور مان لو گے۔ عمرو نے کہا ہاں۔ حضرت علیؓ نے کہا تو پھر میں پہلی بات تم سے یہ کہتا ہوں کہ مسلمان ہو جاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مان کر خدائی انعامات کے وارث بنو۔ عمرو نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر یہ بات منظور نہیں ہے تو پھر آؤ میرے ساتھ لڑنے کو تیار ہو جاؤ۔ اس پر عمرو ہنسنے لگا اور کہنے لگا میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی شخص مجھ سے یہ الفاظ کہہ سکتا ہے۔ پھر اس نے حضرت علیؓ کا نام ونسب پوچھا اور ان کے بتانے پر کہنے لگا کہ بھتیجے تم ابھی بچے ہو۔ میں تمہارا خون نہیں گرانا چاہتا۔ اپنے بڑوں میں سے کسی کو بھیجو۔ حضرت علیؓ نے جواب میں کہا کہ تم میرا خون تو نہیں گرانا چاہتے مگر مجھے تمہارا خون گرانے میں تامل نہیں ہے۔ اس پر عمرو جوش میں اندھا ہو کر اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور اس کی کونچیں کاٹ کر اسے نیچے گرا دیا تا کہ گھوڑے سے واپسی کا بھی کوئی رستہ نہ رہے اور پھر ایک آگ کے شعلہ کی طرح دیوانہ وار حضرت علیؓ کی طرف بڑھا اور اس زور سے حضرت علیؓ پر تلوار چلائی کہ وہ ان کی ڈھال کو قلم کرتی ہوئی ان کی پیشانی پر لگی اور ان کی پیشانی کو کسی قدر زخمی بھی کیا مگر ساتھ ہی حضرت علیؓ نے اللہ اکبر! کا نعرہ لگاتے ہوئے ایسا وار کیا کہ وہ اپنے آپ کو بچا تارہ گیا اور حضرت علی کی تلوار اسے شانے پر سے کاٹتی ہوئی نیچے اتر گئی اور عمرو تڑپتا ہوا گرا اور جان دے دی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ 589-588)

عمرو بن عبدِ وُدّ کے قتل ہونے کے بعد کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ وہ اس کی لاش دس ہزار درہم کے بدلے میں خرید لیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے لے جاؤ۔ ہم مُردوں کی قیمت نہیں کھاتے۔

(البدایة والنھایة جلد ۲ جزء ۴ صفحہ ۱۱۶ مطبوعہ دارالکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۱ء)

حضرت بَرَاء بن عَازِب رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل حدیبیہ سے صلح کی تو حضرت علی بن ابوطالبؓ نے ان کے درمیان ایک تحریر لکھی اور اس میں آپؐ کا نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا۔ مشرکوں نے کہا کہ محمد رسول اللہ نہ لکھو۔ اگر آپؐ رسول ہوتے تو ہم آپ سے نہ لڑتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اسے مٹا دو۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ میں وہ شخص نہیں جو اسے مٹائے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا اور ان سے اس شرط پر صلح کر لی کہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہ تین دن مکہ میں رہیں گے اور وہ اس میں ہتھیار جُلُبّان میں رکھ کر داخل ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ جُلُبّان کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ غلاف جس میں تلوار مع میان کے رکھی جاتی ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الصلح بَابٌ: كَیْفَ یُكْتَبُ هٰذَا: مَا صَالَحَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، وَفُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، وَإِنْ لَمْ یَنْسُبْهُ إِلَى قَبِیلَتِهِ أَوْ نَسَبِهِ حدیث ۲۶۹۸، اردو ترجمہ صحیح البخاری جلد 5 صفحہ 13-12 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

اس واقعہ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذرا تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صلح حدیبیہ کی مجلس میں تشریف رکھتے تھے اور کفار صلح کے لیے شرائط پیش کر رہے تھے۔ صحابہ اپنے دلوں میں ایک آگ لیے بیٹھے تھے اور ان کے سینے ان مظالم کی تپش سے جل رہے تھے جو کفار کی طرف سے بیس سال سے ان پر کئے جا رہے تھے۔ ان کی تلواریں میانوں سے باہر نکلی پڑتی تھیں اور وہ چاہتے تھے کہ کسی طرح موقع آئے تو ان مظالم کا جو انہوں نے اسلام پر کئے ہیں بدلہ لیا جائے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفار کی باتیں سنیں اور جب یہ تجویز ان کی طرف سے پیش ہوئی کہ آؤ ہم آپس میں صلح کر لیں تو آپ نے فرمایا بہت اچھا ہم صلح کر لیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شرط یہ ہے کہ اس سال تم عمرہ نہیں کر سکتے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بہت اچھا اس سال ہم عمرہ نہیں کریں گے۔ پھر انہوں نے کہا کہ دوسرے سال جب آپ عمرہ کے لیے آئیں تو یہ شرط ہو گی کہ آپ مکہ میں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بہت اچھا۔ مجھے یہ شرط بھی منظور ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ آپ کو مسلح ہو کر مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہو گی۔ آپؐ نے فرمایا: بہت اچھا ہم مسلح ہو کر مکہ میں داخل نہیں ہوں گے۔ صلح کا معاہدہ طے ہو رہا تھا اور صحابہ کے دل اندر ہی اندر جوش سے ابل رہے تھے۔ وہ غصہ سے تلملا رہے تھے مگر کچھ کر نہیں سکتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صلح نامہ لکھنے کے لیے مقرر کیا گیا۔ انہوں نے جب یہ معاہدہ لکھنا شروع کیا تو انہوں نے لکھا کہ یہ معاہدہ ایک طرف تو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے ہے اور دوسری طرف مکہ کے فلاں فلاں رئیس اور مکہ والوں کی طرف سے ہے۔ اس پر کفار بھڑک اٹھے اور انہوں نے کہا ہم ان الفاظ کو برداشت نہیں کر سکتے کیونکہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو رسول اللہ نہیں مانتے۔ اگر مانتے تو ان سے لڑائی کس بات پر ہوتی۔ ہم تو ان سے محمد بن عبداللہ کی حیثیت سے معاہدہ کر رہے ہیں، محمد رسول اللہ کی حیثیت سے معاہدہ نہیں کر رہے۔ پس یہ الفاظ اس معاہدہ میں نہیں لکھے جائیں گے۔ اس وقت صحابہ کے جوش کی کوئی انتہا نہ رہی اور وہ غصہ سے کانپنے لگ گئے۔ انہوں نے سمجھا اب خدا نے ایک موقع پیدا کر دیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی بات نہیں مانیں گے اور ہمیں ان سے لڑائی کر کے اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کا موقع مل جائے گا مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یہ لوگ ٹھیک کہتے ہیں۔ معاہدہ میں سے رسول اللہ کا

لفظ کاٹ دینا چاہیے۔‘‘ آپؐ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ ’’علی! اس لفظ کو مٹا دو مگر حضرت علیؓ ایسے انسان جو فرمانبرداری اور اطاعت کا نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا نمونہ تھے ان کا دل بھی کانپنے لگ گیا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! یہ لفظ مجھ سے نہیں مٹایا جاتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا لاؤ مجھے کاغذ دو اور کاغذ لے کر جہاں رسول اللہ کا لفظ لکھا تھا اسے اپنے ہاتھ سے مٹا دیا۔‘‘

(خطبات محمود جلد 20 صفحہ 379 تا 381 خطبہ فرمودہ 8 ستمبر 1939ء)

غزوۂ خیبر جو محرم اور صفر سات ہجری میں ہوئی تھی اس کے بارے میں صحیح مسلم کی ایک لمبی روایت ہے۔

حضرت سَلَمَۃُ بن اَکْوَع بیان کرتے ہیں کہ جب ہم خیبر پہنچے تو ان کا سردار مَرْحَبْ اپنی تلوار لہراتا ہوا نکلا اور وہ کہہ رہا تھا کہ خیبر جانتا ہے کہ میں مَرحب ہتھیار بند بہادر تجربہ کار ہوں جب کہ جنگیں شعلے بھڑکاتی ہوئی آئیں یعنی میری بہادری کا پتہ لگتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس کے مقابلے کے لیے میرے چچا عامر نکلے اور انہوں نے کہا خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہتھیار بند بہادر خطرات میں اپنے آپ کو ڈالنے والا ہوں۔ راوی کہتے ہیں دونوں نے ضربیں لگائیں۔ مَرحب کی تلوار عامر کی ڈھال پر پڑی اور عامر اس پر نیچے سے وار کرنے لگے کہ ان کی اپنی تلوار ہی ان کو آن لگی اور اس نے ان کی رگ کاٹ دی اور وہ اسی سے شہید ہو گئے۔ سَلَمَۃُ کہتے ہیں۔ میں نکلا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ کہہ رہے تھے کہ عامر کے عمل باطل ہو گئے اس نے اپنے آپ کو قتل کیا۔ وہ کہتے ہیں۔ مَیں روتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہؐ! عامرؓ کے عمل ضائع ہو گئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کس نے کہا؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا آپؐ کے بعض صحابہ نے۔ آپؐ نے فرمایا جس نے یہ کہا غلط کہا۔ اس کے لیے تو دوہرا اجر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت علیؓ کی طرف بھیجا۔ ان کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے یا اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں مَیں حضرت علیؓ کے پاس گیا اور انہیں ساتھ لے کر چل پڑا۔ ان کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں۔ یعنی بیماری سے آنکھیں ابلی ہوئی تھیں، سوجی ہوئی تھیں۔ یہاں تک کہ میں انہیں لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا۔ آپؐ نے ان کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگایا۔ وہ ٹھیک ہوگئیں۔ آپؐ نے انہیں جھنڈا دیا اور مَرحب نکلا اور اس نے کہا کہ خیبر جانتا ہے کہ میں مَرحب ہوں۔ ہتھیار بند بہادر تجربہ کار جبکہ جنگیں شعلے بھڑکا رہی ہوتی ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا۔

أَنَا الَّذِی سَمَّتْنِی أُمِّی حَیْدَرَہْ

کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ

أُوفِیْھِمُ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہْ

کہ میرا نام میری ماں نے حیدر رکھا ہے۔ ہیبت ناک شکل والے شیر کی مانند جو جنگلوں میں ہوتا ہے۔ میں ایک صاع کے بدلے سَنْدَرَہ دیتا ہوں۔ یہ عربی کا ایک محاورہ ہے جس کا مفہوم یہ ہے۔ اس طرح بھی ہوسکتا ہے کہ سیر کے مقابلے میں سوا سیر جو اردو محاورہ استعمال ہوتا ہے کہ ایسے کو تیسا۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دینے والا۔ سندرہ کے لفظی معنی ’’مِکْیَالٌ وَاسِعٌ‘‘ یعنی بہت بڑا پیمانہ ہے۔ صاع صرف تین سیر کا ہوتا ہے سَنْدَرَہ بڑا ہوتا ہے۔ پھر راوی کہتے ہیں کہ یہ کہنے کے بعد حضرت علیؓ نے مَرحب کے سر پر ضرب لگائی اور قتل کر دیا اور حضرت علیؓ کے ہاتھوں فتح ہوئی۔ یہ بھی مسلم کی روایت ہے۔

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ 837)
(صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوہ ذی قرد وغیرھا حدیث نمبر 4678 ، اردو ترجمہ صحیح مسلم جلد 9 صفحہ 240 مع حاشیہ، شائع کردہ نور فاؤنڈیشن ربوہ)

حضرت مصلح موعودؓ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’خیبر کے دن حضرت علیؓ کو موقع ملا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج مَیں اسے موقع دوں گا جو خدا اسے محبت کرتا ہے اور جس سے خدا تعالیٰ محبت کرتا ہے اور تلوار اس کے سپرد کروں گا جسے خدا تعالیٰ نے فضیلت دی ہے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں اس مجلس میں موجود تھا اور اپنا سر اونچا کرتا تھا کہ شاید رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے دیکھ لیں اور مجھے دے دیں۔ مگر آپؐ دیکھتے اور چپ رہتے۔ مَیں پھر سر اونچا کرتا اور آپؐ پھر دیکھتے اور چپ رہتے حتی کہ علیؓ آئے، ان کی آنکھیں سخت دکھتی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی! آگے آؤ۔ وہ آپ کے پاس پہنچے تو آپؐ نے لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کو شفا دے۔ یہ تلوار لو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے سپرد کی ہے۔‘‘

(خطبات محمود جلد 19 صفحہ 614 خطبہ فرمودہ 2 ستمبر 1938ء)

ایک اَور جگہ بھی حضرت مصلح موعودؓ اس کا اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے واپس آنے کے قریباً پانچ ماہ بعد یہ فیصلہ کیا کہ یہودی خیبر سے جو مدینہ سے صرف چند منزل کے فاصلہ پر تھا اور جہاں سے مدینہ کے خلاف آسانی سے سازش کی جا سکتی تھی نکال دیئے جائیں۔ چنانچہ آپؐ نے سولہ سو صحابہؓ کے ساتھ اگست 628ء میں خیبر کی طرف کوچ فرمایا۔ خیبر ایک قلعہ بند شہر تھا اور اس کے چاروں طرف چٹانوں کے اوپر قلعے بنے ہوئے تھے۔ ایسے مضبوط شہر کو اتنے تھوڑے سے سپاہیوں کے ساتھ فتح کر لینا کوئی آسان بات نہ تھی۔ ارد گرد کی چھوٹی چھوٹی چوکیاں تو چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کے بعد فتح ہو گئیں۔ لیکن جب یہودی سمٹ سمٹا کر شہر کے مرکزی قلعہ میں آ گئے تو اس کے فتح کرنے کی تمام تدابیر بیکار جانے لگیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے بتایا کہ اس شہر کی فتح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر مقدر ہے۔ آپؐ نے صبح کے وقت یہ اعلان کیا کہ میں اسلام کا سیاہ جھنڈا آج اس کے ہاتھ میں دوں گا جس کو خدا اور اس کا رسول اور مسلمان پیار کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس قلعہ کی فتح اس کے ہاتھ پر مقدر کی ہے۔ اس کے بعد دوسری صبح آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور جھنڈا ان کے سپرد کیا۔ جنہوں نے صحابہؓ کی فوج کو ساتھ لے کر قلعہ پر حملہ کیا۔ باوجود اس کے کہ یہودی قلعہ بند تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہؓ کو اس دن ایسی قوت بخشی کہ شام سے پہلے پہلے قلعہ فتح ہو گیا۔‘‘

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 326-325)

پھر ایک اَور جگہ حضرت علیؓ کا ذکر کرتے ہوئے اسی واقعہ کے تعلق میں حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح فرمایا ہے کہ ’’خیبر کی فتح کا سوال پیدا ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بلایا اور لشکر اسلامی کا علم آپؓ کے سپرد کرنا چاہا مگر حضرت علیؓ کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں‘‘ یہاں آنکھوں کے دکھنے کا بھی ذکر آ گیا ’’اور شدت تکلیف کی وجہ سے وہ سوجی ہوئی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اس حالت میں دیکھا تو آپؐ نے علیؓ سے فرمایا ادھر آؤ۔ وہ سامنے آئے تو آپؐ نے اپنا لعاب دہن حضرت علیؓ کی آنکھوں پر لگایا اور ان کی آنکھیں اسی وقت اچھی ہو گئیں۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 399-398)

پھر ایک اَور جگہ آنحضرتؐ کے دست شفا کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ’’ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ایسے نظارے نظر آتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی طور پر شفاء بعض مریضوں کو ملتی ہے بغیر اس کے کہ طبعی ذرائع استعمال ہوں یا ان موقعوں پر شفاء ملتی ہے کہ جب طبعی ذرائع مفید نہیں ہوا کرتے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے واقعات میں سے اس قسم کی شفاء کی ایک مثال جنگ خیبر کے وقت ملتی ہے۔ خیبر کی جنگ کے دوران میں ایک دن آپؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ خیبر کی فتح اس شخص کے لیے مقدر ہے جس کے ہاتھ میں میں جھنڈا دوں گا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جب وہ وقت آیا تو میں نے گردن اونچی کر کر کے دیکھنا شروع کیا کہ شاید مجھے ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جھنڈا دیں۔ مگر آپؐ نے انہیں اس کام کے لیے مقرر نہ فرمایا۔ اتنے میں حضرت علیؓ آئے اور ان کی آنکھیں سخت دکھ رہی تھیں۔ آپؐ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگا دیا اور آنکھیں فوراً اچھی ہو گئیں اور آپؐ نے ان کے ہاتھ میں جھنڈا دے کر خیبر کی فتح کا کام ان کے سپرد کیا۔‘‘

(ہستیٔ باری تعالیٰ، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 327)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ’’حضرت علیؓ کی ایک مثال بڑی ایمان افزاء ہے۔ جنگ خیبر میں ایک بہت بڑے یہودی جرنیل کے مقابلہ کے لیے نکلے اور بڑی دیر تک اس سے لڑتے رہے کیونکہ وہ بھی لڑائی کے فن کا ماہر تھا اس لیے کافی دیر تک مقابلہ کرتا رہا، آخر حضرت علیؓ نے اسے گرا لیا اور آپ اس کی چھاتی پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور ارادہ کیا کہ تلوار سے اس کی گردن کاٹ دیں۔ اتنے میں اس یہودی نے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ اس پر حضرت علیؓ اسے چھوڑ کر الگ کھڑے ہو گئے۔ وہ یہودی سخت حیران ہوا کہ انہوں نے یہ کیا کیا؟‘‘ کہ حضرت علیؓ نے مجھ پر قابو پا لیا تھا پھر مجھے چھوڑ دیا۔ ’’جب یہ میرے قتل پر قادر ہو چکے تھے تو انہوں نے مجھے چھوڑ کیوں دیا؟ چنانچہ اس نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ آپ مجھے چھوڑ کر الگ کیوں ہو گئے؟ آپؓ نے فرمایا کہ میں تم سے خدا کی رضا کے لیے لڑ رہا تھا مگر جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا تو مجھے غصہ آ گیا اور میں نے سمجھا کہ اب اگر میں تم کو قتل کروں گا تو میرا قتل کرنا اپنے نفس کے لیے ہو گا، خدا کے لیے نہیں ہو گا۔ پس میں نے تمہیں چھوڑ دیا تا کہ میرا غصہ فرو ہو جائے اور میرا تمہیں قتل کرنا اپنے نفس کے

لیے نہ رہے۔ یہ کتنا عظیم الشان کمال ہے کہ عین جنگ کے میدان میں انہوں نے ایک شدید دشمن کو محض اس لیے چھوڑ دیا تا کہ ان کا قتل کرنا اپنے نفس کے غصہ کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو۔‘‘

(سیر روحانی نمبر 2، انوار العلوم جلد 16 صفحہ 74)

روایت میں آتا ہے کہ حضرت علیؓ نے سورۂ توبہ کی ابتدائی آیات کا حج کے موقع پر اعلان کیا۔ یہ روایت اس طرح ہے۔ ابوجعفر محمد بن علی سے روایت ہے کہ جب سورہ براءت (سورۂ توبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کو بطور امیر حج بھجوا چکے تھے۔ آپؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہؐ! اگر آپ یہ سورۃ حضرت ابوبکرؓ کی طرف بھیج دیں تا کہ وہ وہاں پڑھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سے کسی شخص کے سوا کوئی یہ فریضہ میری طرف سے ادا نہیں کرسکتا۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بلوایا اور انہیں فرمایا: سورۂ توبہ کے آغاز میں جو بیان ہوا ہے اس کو لے جاؤ اور قربانی کے دن جب لوگ منیٰ میں اکٹھے ہوں تو ان میں اعلان کر دو کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہوگا اور اس سال کے بعد کسی مشرک کو حج کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ نہ ہی کسی کو ننگے بدن بیت اللہ کے طواف کی اجازت ہوگی اور جس کسی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی معاہدہ کیا ہے اس کی مدت پوری کی جائے گی۔ حضرت علی بن ابوطالبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی عَضْباء پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ راستہ میں ہی حضرت ابوبکرؓ سے جا ملے۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے حضرت علیؓ کو راستے میں دیکھا تو کہا کہ آپؓ کو امیر مقرر کیا گیا ہے یا آپؓ میرے ماتحت ہوں گے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ آپؓ کے ماتحت۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کی حج کے امور پر نگرانی کی اور اس سال اہلِ عرب نے اپنی انہی جگہوں پر پڑاؤ کیا ہوا تھا جہاں وہ زمانہ جاہلیت میں پڑاؤ کیا کرتے تھے۔ جب قربانی کا دن آیا تو حضرت علیؓ کھڑے ہوئے اور لوگوں میں اس بات کا اعلان کیا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا اور کہا اے لوگو! جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا۔ نہ ہی کسی کو ننگے بدن بیت اللہ کے طواف کی اجازت ہوگی اور جس کسی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی معاہدہ کیا ہے اس کی مدت پوری کی جائے گی اور لوگوں کو اس اعلان کے دن سے چار ماہ تک کی مہلت دی تا کہ ہر قوم اپنے امن کی جگہوں یا اپنے علاقوں کی طرف لَوٹ جائے۔ پھر نہ کسی مشرک کے لیے کوئی عہد یا معاہدہ ہوگا اور نہ ذمہ داری سوائے اس عہد یا معاہدہ کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی مدت تک ہو۔ یعنی جس معاہدے کی مدت ابھی باقی ہے ان معاہدوں کے علاوہ کوئی نیا معاہدہ نہیں ہوگا۔ تو اس کا مقررہ مدت تک پاس کیا جائے گا۔ پھر اس سال کے بعد نہ کسی مشرک نے حج کیا اور نہ کسی نے ننگے بدن حج کیا۔ پھر وہ دونوں (حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام۔ حج ابی بکر بالناس سنۃ تسع واختصاص النبی ﷺ علی بن ابی طالب... صفحہ ۸۳۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۱ء)

یہ روایت جو اَب میں پڑھنے لگا ہوں پہلے بھی ایک صحابی کے ذکر میں بیان ہوچکی ہے لیکن یہاں حضرت علیؓ کے حوالے سے بھی بیان کرتا ہوں۔ فتح مکہ کے موقع کی ہے جو رمضان 8/ ہجری میں جنوری 630ء کا واقعہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، زبیرؓ اور مقداد بن اسودؓ کو بھیجا۔ آپؐ نے فرمایا تم چلے جاؤ حتی کہ تم روضہ خاخ، یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے جو عورت کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ تم چلے جاؤ۔ جب تم روضہ خاخ ایک جگہ ہے وہاں پہنچو تو وہاں ایک شتر سوار عورت ہوگی اور اس کے پاس ایک خط ہے تم وہ خط اس سے لے لو۔ ہم چل پڑے۔ ہمارے گھوڑے سرپٹ دوڑتے ہوئے ہمیں لے گئے۔ جب ہم روضہ خاخ میں پہنچے تو ہم کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک شتر سوار عورت موجود ہے۔ ہم نے اسے کہا کہ خط نکالو۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا تمہیں خط نکالنا ہوگا ورنہ ہم تمہارے کپڑے اتار دیں گے اور تلاشی لیں گے۔ اس پر اس نے وہ خط اپنے جُوڑے سے نکالا اور ہم وہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ دیکھا تو اس میں لکھا تھا کہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے اہل مکہ کے مشرکوں کے نام۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارادہ کی ان کو اطلاع دے رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کو بلایا اور پوچھا حاطب یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہؐ! میرے متعلق جلدی نہ فرمائیں۔ میں ایک ایسا آدمی تھا جو قریش میں آ کر مل گیا تھا۔ ان میں سے نہ تھا اور دوسرے مہاجرین جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ان کی مکہ میں رشتہ داریاں تھیں جن کے ذریعہ سے وہ اپنے گھر بار اور مال و اسباب کو بچاتے رہے ہیں۔ میں نے چاہا کہ ان مکہ والوں پر کوئی احسان کردوں کیونکہ ان میں کوئی رشتہ داری تو میری تھی نہیں شاید وہ اس احسان ہی کی وجہ سے میرا پاس کریں اور میں نے کسی کفر یا ارتداد کی وجہ سے یہ نہیں کیا، (نہ میں نے انکار کیا ہے، نہ مرتد ہوا ہوں، نہ میں نے اسلام کو چھوڑا ہے، نہ میں منافق ہوں۔ میں نے یہ کام اس لیے نہیں کیا۔) اسلام قبول کرنے کے بعد کفر کبھی پسند نہیں کیا جاسکتا۔ (میں آپ کو یقین دلاتا ہوں) یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے تم سے سچ بیان کیا ہے۔ یعنی ان کی بات مان لی۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ 840)

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب الجہاد باب الجاسوس حدیث 3007، اردو ترجمہ صحیح البخاری از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جلد 5 صفحہ 350 تا 352 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

اس واقعہ کا ذکر فرماتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں۔ ’’صرف ایک کمزور صحابیؓ نے مکہ والوں کو خط لکھ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کا لشکر لے کر نکلے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں آپؐ کہاں جا رہے ہیں لیکن مَیں قیاس کرتا ہوں کہ غالباً وہ مکہ کی طرف آرہے ہیں۔ میرے مکہ میں بعض عزیز اور رشتہ دار ہیں مَیں امید کرتا ہوں کہ تم اس مشکل گھڑی میں ان کی مدد کروگے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچنے دوگے۔ یہ خط ابھی مکہ نہیں پہنچا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت حضرت علیؓ کو بلایا اور فرمایا تم فلاں جگہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ وہاں ایک عورت اونٹنی پر سوار تم کو ملے گی اس کے پاس ایک خط ہوگا جو وہ مکہ والوں کی طرف لے جارہی ہے۔ تم وہ خط اس عورت سے لے لینا اور فوراً میرے پاس آجانا۔ جب وہ جانے لگے تو آپؐ نے فرمایا۔ دیکھنا وہ عورت ہے اس پر سختی نہ کرنا۔ اصرار کرنا اور زور دینا کہ تمہارے پاس خط ہے لیکن اگر پھر بھی وہ نہ مانے اور منتیں سماجتیں بھی کام نہ آئیں تو پھر تم سختی بھی کرسکتے ہو اور اگر اسے قتل کرنا پڑے تو قتل بھی کرسکتے ہو لیکن خط نہیں جانے دینا۔ چنانچہ حضرت علیؓ وہاں پہنچ گئے۔ عورت موجود تھی۔ وہ رونے لگ گئی اور قسمیں کھانے لگ گئی کہ کیا میں غدار ہوں؟ دھوکے باز ہوں؟ آخر کیا ہے؟ تم تلاشی لے لو۔ چنانچہ انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھا، اس کی جیبیں ٹٹولیں، سامان دیکھا مگر خط نہ ملا۔ صحابہؓ کہنے لگے معلوم ہوتا ہے خط اس کے پاس نہیں۔ حضرت علیؓ کو جوش آگیا۔ آپؓ نے کہا تم چپ رہو اور بڑے جوش سے کہا کہ خدا کی قسم! رسول کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ چنانچہ انہوں نے اس عورت سے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے کہ تیرے پاس خط ہے اور خدا کی قسم! میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ پھر آپؓ نے تلوار نکالی اور کہا یا تو سیدھی طرح خط نکال کر دے دے ورنہ یاد رکھ اگر تجھے ننگا کرکے بھی تلاشی لینی پڑی تو میں تجھے ننگا کروں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ بولا ہے اور تُو جھوٹ بول رہی ہے۔ چنانچہ وہ ڈر گئی اور جب اسے ننگا کرنے کی دھمکی دی گئی تو اس نے جھٹ اپنی مینڈھیاں کھولیں۔ ان مینڈھیوں میں اس نے خط رکھا ہوا تھا جو اس نے نکال کر دے دیا۔‘‘

(سیر روحانی (7)، انوار العلوم جلد 24 صفحہ 262-263)

پھر ایک جگہ اس واقعے کی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ ’’آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ایک صحابی نے اپنے رشتہ داروں کو مکہ پر مسلمانوں کے حملہ کی خبر پوشیدہ طور پر پہنچانی چاہی تا کہ اس ہمدردی کے اظہار کی وجہ سے وہ اس کے رشتہ داروں سے نیک سلوک کریں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو الہام کے ذریعہ یہ بات بتا دی گئی۔ آپؐ نے حضرت علیؓ اور چند ایک اَور صحابہ کو بھیجا کہ فلاں جگہ ایک عورت ہے اس سے جاکر کاغذ لے آؤ۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر اس عورت سے کاغذ مانگا تو اس نے انکار کردیا۔ بعض صحابہ نے کہا کہ شاید رسول کریمؐ کو غلطی لگی ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا نہیں۔ آپؐ کی بات کبھی غلط نہیں ہوسکتی۔ جب تک اس سے کاغذ نہ ملے میں یہاں سے نہ ہٹوں گا۔ انہوں نے اس عورت کو ڈانٹا تو اس نے وہ کاغذ نکال کر دے دیا۔‘‘

(خطبات محمود جلد 4 صفحہ 182، 183 خطبہ فرمودہ 25 ستمبر 1914ء)

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد الحرام میں تشریف فرما تھے تو حضرت علیؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ہاتھ میں کعبہ کی چابی تھی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لیے سِقَایہ یعنی حج کے موقع پر پانی پلانے کی ڈیوٹی کے ساتھ حِجَابَہ، خانہ کعبہ کو کھولنے اور بند کرنے کی ڈیوٹی کی ذمہ داریاں سونپ دیں۔ آپؐ نے فرمایا عثمان بن طلحہ کدھر ہے؟ اسے بلایا گیا تو آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! یہ تیری چابی ہے۔ آج کا دن نیکی اور وفا کا دن ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو ایسی چیز نہیں دوں گا جس سے تم لوگ مشقت اور تکلیف میں پڑو بلکہ وہ دوں گا جس میں تم لوگوں کے لیے خیر اور برکت ہوگی اور میں تم کو وہ چیز نہیں دوں گا جس کی تم خود ذمہ داری لینا چاہو۔ خود مانگ کے لے رہے ہو تو نہیں (دوں گا)۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ ۷۴۴دخول الرسول الحرم، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۱ء)

حضرت ام ہانی بنت ابی طالبؓ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے بالائی حصہ میں پڑاؤ فرمایا تو بنی مَخۡزُوم میں سے میرے دو سسرالی رشتہ دار بھاگ کر میرے پاس آ گئے۔ حضرت ام ہانیؓ کہتی ہیں کہ میرا بھائی علی میرے پاس آیا اور کہا خدا کی قسم! میں ان دونوں کو قتل کر دوں گا۔ حضرت ام ہانیؓ کہتی ہیں کہ میں نے ان دونوں کے لیے اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر مَیں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ کے بالائی حصہ میں آئی۔ میں نے آپؐ کو پانی کے ایک برتن میں سے غسل کرتے پایا جس میں گوندھے ہوئے آٹے کے نشانات موجود تھے اور آپؐ کی بیٹی حضرت فاطمہؓ ایک کپڑے کے ساتھ آپؐ کے لیے پردہ کیے ہوئے تھیں۔ غسل کے بعد آپؐ نے اپنے کپڑے تبدیل کیے۔ پھر چاشت کے وقت آٹھ رکعت نماز ادا کی۔ پھر آپؐ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ام ہانیؓ۔ خوش آمدید۔ تمہارا کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے ان دونوں آدمیوں اور حضرت علیؓ کے متعلق سارا معاملہ بتایا کہ اس طرح حضرت علیؓ ان کو قتل کرنا چاہتے تھے اور میں ان کو اپنے گھر میں چھپا کے آئی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا جن کو تم نے پناہ دی انہیں ہم نے پناہ دی اور جن کو تم نے امان دی ان کو ہم نے بھی امان دی۔ پس وہ ان دونوں کو قتل نہ کرے یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علیؓ ان کو قتل نہیں کریں گے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ ۷۴۴-۷۴۳من امر رسول اللہؐ بقتلھم، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۱ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حُوَیۡرِث بن نُقَیۡد کے قتل کا حکم نامہ جاری فرمایا ہوا تھا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں ایذا پہنچاتا تھا اور آپؐ کی اذیت کے لیے بڑی بڑی باتیں کرتا تھا اور ہجو کیا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ نے جب حضرت فاطمہؓ اور حضرت اُمّ کلثوم کو مکہ سے مدینہ بھجوانے کے لیے اونٹ پر بٹھایا تو حُوَیۡرِث نے اس اونٹ کو گرا دیا تھا۔ حضرت علیؓ نے فتح مکہ کے موقع پر حُوَیۡرِث بن نُقَیۡد کو قتل کیا تھا جبکہ وہ بھاگنے کے لیے نکل چکا تھا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ باب ذکر مغازیہؐ، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۲ء)

غزوۂ حنین جو شوال آٹھ ہجری میں ہوئی۔ روایت میں آتا ہے کہ غزوۂ حنین کے موقعے پر مہاجرین کا جھنڈا حضرت علیؓ کے پاس تھا۔ غزوۂ حنین کے دوران جب گھمسان کی جنگ ہوئی اور کفار کے سخت حملے کی وجہ سے آپؐ کے گرد صرف چند صحابہ ہی رہ گئے تو ان چند صحابہ میں حضرت علیؓ بھی شامل تھے۔

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ 840)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۲ صفحہ ۳۲۵ ذکر عدد مغازی رسول اللہؐ و سرایاہ و اسمائھا و تواریخھا و جمل ما کان فی کل غزاۃ و سریۃ منھا/ غزوۃ رسول اللہ الیٰ حنین مطبوعہ داراحیاء التراث بیروت لبنان ۱۹۹۶ء)

غزوۂ حنین میں مشرکوں کی صفوں کے آگے سرخ اونٹ پر سوار ایک شخص تھا جس کے ہاتھ میں ایک سیاہ پرچم تھا۔ یہ پرچم ایک بہت لمبے نیزے سے باندھا گیا تھا۔ بنو ہوازن کے لوگ اس شخص کے پیچھے تھے۔ اگر کوئی شخص اس کی زد میں آجاتا تو وہ فوراً اس کو نیزہ مار دیتا اور اگر وہ اس کے نیزے کی زد سے بچ جاتا تو وہ اپنے پیچھے والوں کے لیے نیزہ اٹھا کر اشارہ کرتا اور وہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے اور وہ سرخ اونٹ والے کے پیچھے رہتے۔ یہ شخص اسی طرح حملے کرتا پھر رہا تھا کہ اچانک حضرت علیؓ اور ایک انصاری شخص اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے قتل کرنے کے لیے بڑھے۔ حضرت علیؓ نے اس کی پشت کی طرف سے آ کر اس کے اونٹ کے کولہوں پر وار کیا جس کے نتیجہ میں اونٹ الٹے منہ گرا۔ اسی وقت اس انصاری شخص نے اس پر چھلانگ لگائی اور ایسا سخت وار کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی سے کٹ گئی۔ اسی وقت مسلمانوں نے مشرکوں پر ایک سخت حملہ کر دیا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد ۳ صفحہ ۱۵۸ باب ذکر مغازیہؐ، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۲ء)

سریہ حضرت علیؓ بطرف بنو طَیٍّ کے بارے میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ڈیڑھ سو افراد کے ہمراہ بنو طَیٍّ کے بت فُلُس کو گرانے کے لیے روانہ فرمایا۔ (بنو طَیٍّ کا علاقہ مدینے کے شمال مشرق میں واقع تھا۔) آپؐ نے اس سریہ کے لیے حضرت علیؓ کو ایک کالے رنگ کا بڑا جھنڈا اور سفید رنگ کا چھوٹا پرچم عطا فرمایا۔ حضرت علیؓ صبح کے وقت آل حاتم پر حملہ آور ہوئے اور ان کے بت فُلُس کو منہدم کر دیا۔ حضرت علیؓ بنو طَیٍّ سے بہت سارا مالِ غنیمت اور قیدی لے کر مدینہ واپس آئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۲ صفحہ ۳۳۱ سریہ علی بن ابی طالب الی الفلس … داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان ۱۹۹۶ء)

غزوۂ تبوک جو رجب 9ھ ہجری میں ہوا اس کے بارے میں روایت ہے جو مُصۡعَب بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے لیے نکلے اور حضرت علیؓ کو مدینہ میں اپنا قائمقام مقرر فرمایا۔ حضرت علیؓ نے کہا: کیا آپؐ مجھے بچوں اور عورتوں میں پیچھے چھوڑ کر جاتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم خوش نہیں ہوتے کہ تمہارا مقام مجھ سے وہی ہے جو ہارون کا موسیٰ سے تھا مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ 842)

(صحیح البخاری کتاب المغازی بَابُ غَزۡوَۃِ تَبُوکَ وَھِیَ غَزۡوَۃُ الۡعُسۡرَۃِ حدیث ۴۴۱۶)

حضرت مصلح موعودؓ اس واقعہ کو بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ جنگ پر گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے قائمقام بنا گئے۔ پیچھے صرف منافق ہی منافق رہ گئے تھے۔ اس وجہ سے وہ گھبرا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ مجھے بھی لے چلیں۔ آپؐ نے تسلی دی اور فرمایا۔ اَلَا تَرۡضٰی اَنۡ تَکُوۡنَ مِنِّیۡ بِمَنۡزِلَۃِ ھَارُوۡنَ مِنۡ مُّوۡسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَیۡسَ نَبِیٌّ بَعۡدِیۡ۔ یعنی اے علیؓ! تمہیں مجھ سے ہارونؑ اور موسیٰؑ کی نسبت حاصل ہے۔ ایک دن ہارونؑ کی طرح تم بھی میرے خلیفہ ہو گے لیکن باوجود اس نسبت کے تم نبی نہ ہو گے۔‘‘

(خلافت راشدہ، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 579)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علیؓ کو یمن کی طرف بھیجنے کے بارے میں آتا ہے کہ دس ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو یمن کی طرف بھجوایا۔ اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو ان کی طرف بھیجا کہ وہ ان کو اسلام کی طرف بلائیں، یعنی یمن والوں کی طرف، لیکن ان لوگوں نے انکار کر دیا پھر اس پر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بھیجا۔ حضرت علیؓ نے اہل یمن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھ کر سنایا۔ پھر پورے ہمدان نے ایک ہی دن میں اسلام قبول کر لیا۔ حضرت علیؓ نے ان کے قبول اسلام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ جملہ دُہرایا کہ ہمدان پر سلامتی ہو۔ ہمدان یمن میں مدینہ کے جنوب مشرق میں مدینہ سے تقریباً ساڑھے گیارہ سو کلو میٹر دور واقع ایک شہر ہے۔ پھر اس کے بعد اہل یمن نے بھی اسلام قبول کر لیا اور حضرت علیؓ نے اس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدۂ شکر ادا کیا۔

(الکامل فی التاریخ جلد ۲ صفحہ ۱۶۸ ذکر ارسال علی الی الیمن و اسلام ھمدان، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان ۲۰۰۶ء)

(غزوات وسرایا از علامہ محمد اظہر فرید شاہ صفحہ 550 مطبوعہ فرید پبلشرز ساہیوال 2018ء)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپؐ مجھے بھیج رہے ہیں اور میں نوجوان ہوں اور مجھے قضا کا کوئی علم بھی نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً اللہ تیرے دل کو ضرور ہدایت دے گا اور تیری زبان کو ثبات بخشے گا۔ پس جب تیرے سامنے دو جھگڑا کرنے والے بیٹھیں تو فیصلہ نہ کرنا یہاں تک کہ تو دوسرے سے بھی سن لے جیسا کہ تُو نے پہلے سے سنا۔ ایسا کرنا اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ تیرے لیے فیصلہ واضح ہو جائے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے فیصلہ کرنے میں کبھی کوئی شک پیدا نہیں ہوا۔

(سنن ابوداؤد کتاب الاقضیۃ باب کیف القضاء حدیث نمبر ۳۵۸۲)

حضرت عَمرو بن شَاس اَسۡلَمِیؓ جو صلح حدیبیہ کے شاملین میں سے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ یمن کی طرف روانہ ہوا۔ سفر کے دوران انہوں نے میرے ساتھ سختی کی یہاں تک کہ میں اپنے دل میں ان کے بارے میں کچھ محسوس کرنے لگا۔ پس جب میں یمن سے واپس آیا تو میں نے ان کے خلاف مسجد میں شکایت کی یہاں تک کہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ ایک دن مَیں مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ جب آپؐ کی نظر مجھ پر پڑی تو آپؐ نے مجھے غور سے دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تیز نظر سے دیکھا یہاں تک کہ جب میں بیٹھا تو آپؐ نے فرمایا: اے عَمرو! خدا کی قسم! تو نے مجھے اذیت دی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مَیں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ آپ کو تکلیف پہنچاؤں۔ آپؐ نے فرمایا: کیوں نہیں

جس نے علیؓ کو اذیت دی تو اس نے مجھے اذیت دی۔ یہ مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے۔
(مسند احمد بن حنبل جلد۵ صفحہ ۴۷۹-۴۷۸ حدیث عمرو بن شاس حدیث:۱۶۰۵۶ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں۔ یہ روایت جو میں نے پہلے پڑھی ہے وہ مسند کی ہے۔ اگلی ایک روایت یہ ہے کہ حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ ایک موقع پر لوگوں نے حضرت علیؓ کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں خطاب کے لیے کھڑے ہوئے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا، اے لوگو! تم علی کی شکایت نہ کرو۔ خدا کی قسم! وہ اللہ کی ذات کے بارے میں بہت ڈرنے والا ہے یا فرمایا وہ اللہ کے رستے میں بہت ڈرنے والا ہے اس بات سے کہ اس کی شکایت کی جائے۔
(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ ۸۶۸-۸۶۷ موافاۃ علی فی قفولہ من الیمن رسول اللّٰہ فی الحج، دار الکتب العلمیۃ ۲۰۰۱ء)

یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ ان شاء اللہ آئندہ بھی بیان ہو گا۔

آج بھی میں دعا کی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ گذشتہ جمعے الجزائر کے بارے میں ذکر نہیں ہوا تھا وہاں بھی احمدیوں پر کافی سخت حالات ہیں اور بعض کو اسیر بھی بنایا گیا ہے۔ ان کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے بھی حالات میں آسانی پیدا کرے اور اسیروں کی جلد رہائی کے بھی سامان ہوں اور وہاں کے جو سختی کے حالات ہیں حکومت کو بھی عقل دے کہ وہ انصاف سے کام لیتے ہوئے احمدیوں کے حق ادا کرنے والی ہو۔ اسی طرح پاکستان کے حالات بھی سختی کی طرف ہیں۔ میں نے کہا تھا انفرادی طور پر بعض افسران ایسے ہیں ان کے لیے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اگر ان مولویوں اور افسران کو عقل نہیں دینا چاہتا یا ان کو عقل نہیں آئے گی یا ان کا مقدر یہی ہے کہ وہ اسی طرح کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں تو پھر اللہ تعالیٰ جلد ان کی پکڑ کے سامان پیدا فرمائے اور احمدیوں کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے۔

نماز کے بعد میں جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو رشید احمد صاحب ابن محمد عبداللہ صاحب ربوہ کا ہے۔ یہ طاہر ندیم صاحب جو ہمارے عربی ڈیسک کے مربی ہیں ان کے والد تھے۔ 28/اکتوبر کو 76 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ان کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا حضرت عبدالغفور صاحب کے ذریعے آئی تھی جنہوں نے اپنے خالہ زاد حضرت مولوی اللہ دتہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ 1891-92ء میں قادیان جاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دستی بیعت کی تھی۔ حضرت مولوی اللہ دتہ صاحب رضی اللہ عنہ پڑھے لکھے عالم تھے اور آپ کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ دعویٰ سے پہلے بھی میل ملاقات تھی۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا مسیح موعود علیہ السلام نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی اللہ دتہ صاحب اپنے خالہ زاد حضرت مولوی عبدالغفور صاحب جو مرحوم کے دادا تھے ان کو ساتھ لے کر قادیان گئے اور دونوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ بعد میں مولوی اللہ دتہ صاحب کی تبلیغ سے علی پور اور موضع حسن پور ملتان میں بہت سے لوگ احمدیت میں شامل ہوئے۔ ایک لمبا عرصہ تک مرحوم کو اپنی جماعت میں، ضلع بہاولپور میں ان کی جماعت تھی، اس میں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم بڑے نیک، صالح، شریف النفس، مہمان نواز، ایک ہمدرد انسان تھے۔ رشتہ داروں اور اہل محلہ سے غریبوں سے تعلق رکھنے والے تھے۔ غریبوں کا خاموشی سے خیال رکھنے والے تھے۔ ان کے لواحقین میں ان کی اہلیہ صدیقہ بیگم صاحبہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی قادر بخش صاحب کی نواسی ہیں۔ اور مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ اس کے علاوہ ان کے لواحقین میں، ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ان کے بچے تین بیٹیاں اور دو بیٹے ہیں۔ اور ایک بیٹے تو جیسا کہ میں نے کہا واقفِ زندگی ہیں۔ یہاں مربی سلسلہ ہیں۔ عربی ڈیسک میں خدمات بجالا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

درخواست دُعا

مکرم ضیاء اللہ مبشر تحریر کرتے ہیں کہ ان کی اہلیہ کمر کے مہروں میں تکلیف کی وجہ سے شدید علیل ہیں اور آج کل وہیل چیر پر ہیں۔ قارئین الفضل سے ان کی جلد شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ایڈیٹر کی ڈاک

مکرم ایڈیٹر صاحب روزنامہ الفضل لندن آن لائن

میرا نام ناصر الدین ہے۔ میں باقاعدگی سے 1990ء سے الفضل کا قاری ہوں۔ جس دن اخبار گھر میں نہیں آتا تھا یا لیٹ ہو جاتا تھا تو ہمارے گھر میں بہت اُداسی رہتی تھی۔ میں آج کل کیلگری کینیڈا میں ہوں۔ جب سے یہ اخبار آن لائن آیا ہے باقاعدگی سے دیکھتا اور پڑھتا ہوں۔ الفضل پڑھنے کا ایک شوق ہے بلکہ چسکا کہہ لیں۔ جلسہ سالانہ نمبر دیکھا، بہت پسند آیا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور ہمارے الفضل کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات دے۔

سانحہ ارتحال

مکرم مرزا ناصر فاروق یہ افسوسناک اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی بیٹی مکرمہ مصباح ناصر مختصر بیماری کے بعد مورخہ 2 دسمبر 2020 کو 23 سال کی عمر میں اپنے اللہ کو پیاری ہوگئی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

پیاری عزیزہ کی نماز جنازہ کے بعد تدفین مقامی قبرستان میں ہوئی اور اس کے بعد دعا کروائی گئی۔ قارئین الفضل سے مرحومہ بیٹی کی مغفرت اور بلندی درجات نیز پسماندگان کے صبر جمیل کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلانِ ولادت

مکرم جنید اسلم آف میری لینڈ، امریکہ سے اعلان بھجواتے ہیں کہ خاکسار کی بڑی بہن مکرمہ آصفہ اسلم صاحبہ آف امریکہ زوجہ مکرم عطاء الکریم صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مورخہ 22 دسمبر 2020ء بروز منگل بیٹی 'آرۂ کریم' سے نوازہ ہے۔ عزیزہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ احبابِ جماعت کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ آرۂ کریم کو صحت و سلامتی والی دراز عمر عطاء فرمائے، خلیفہ وقت کی فرمانبردار اور جماعت کے لئے مفید وجود بنائے اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

تاثرات

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ بخیریت ہوں۔

الفضل بہت ہی پیارا اخبار ہے اس پیارے اخبار کو پڑھنے سے ذہنی سکون ملتا ہے۔ خاکسار اگر حقوق اللہ یا حقوق العباد ادا کرنے میں سستی کرتا ہے تو (الفضل) اقتباسات کے رنگ میں تربیت کرتا ہے ماشاء اللہ۔ اللہ اس اخبار پر محنت کرنے والوں کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے (آمین) از (اسامہ عنصر)

حقیقی نیکی

غریب اور مستحق دل کے مریضوں کی مالی معاونت کے لئے ''نادار مریضاں'' کے نام سے ایک مد قائم ہے۔ احباب جماعت اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

''تم ہرگز نیکی کو پا نہیں سکو گے یہاں تک کہ تم ان چیزوں میں سے خرچ کرو جن سے تم محبت کرتے ہو۔''

(آل عمران:93)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

تاثرات/آراء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

☆شکر گزار ہوں کہ خاکسار کے مضمون 'علم اور کتابوں کا عاشق درویش' کو الفضل میں جگہ ملی۔خوشی کی بات ہے کہ اسے پسند بھی کیا گیا۔ محترم اباجان اور خاکسار کو دعائیں ملیں۔ الحمدللہ۔ خاکسار طالب دعا امۃ الباری ناصر۔ امریکہ

بعض قارئین کے تاثرات پیش ہیں:۔

☆آج کی الفضل کا مضمون پڑھ کر علم میں بہت اضافہ ہوا۔ ماموں عبد الرحیم کی زندگی کا یہ پہلو موجودہ نسل کے لیے قابل تقلید ہے۔(ڈاکٹر داؤد طاہر۔ یوکے)

☆سبحان اللہ کیسے کیسے علم پرور دیوانے گزرے ہیں۔ ہماری جھولیوں میں جو کچھ ہے انہیں بزرگوں کی دعاؤں اور قربانیوں کا صدقہ ہے (عبدالکریم قدسی۔ امریکہ)

☆جزاکم اللہ احسن الجزاء بہت لطف آیا۔ ماموں جان کی کتب سے ایک بات خاکسار نے یہ سیکھی تھی کہ مطالعہ کے ساتھ جابجا الفاظ کے معنی حاشیہ میں لکھے جاتے۔ اس طرح اس لفظ کے اور تحریر کے سیاق و سباق کے لحاظ سے معنی واضح ہوتے اور دوسرے پڑھنے والوں کے لئے بھی فائدہ کا باعث ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔آمین۔(پروفیسر کریم شریف۔ امریکہ)

☆جزاکم اللہ۔ یک لخت میں مضمون پڑھ لیا ہے۔ بہت مشکلات کے دور سے اللہ نے باعزت سرخرو فرمایا۔ آپ کا فخر اپنی جگہ لیکن ہم بھی ماموں کی قربانیوں پر فخر کرتے ہیں۔ اللہ کروٹ کروٹ درجات بلند فرماتا رہے۔ آمین

کتابوں سے محبت کا ایک اظہار نانا جی کی ایک پرانی کتاب کی خود سے بنائے ہوئے دھاگوں سے سلائی سے بھی پتہ چلتا ہے۔ کتاب کسی طرح میرے پاس پڑی ہے پتہ نہیں کہاں سے آئی۔ شاید یہی شوق یا ضرورت آگے ماموں کے کام آیا ہو۔ آپ نے بھی مضمون اچھا باندھا ہے۔ ماشاءاللہ۔(اسلم خالد۔ یو کے)

☆ماشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرماتا جائے اور آپ لوگوں کو بھی ان کی نیکیوں سے وافر حصہ عطا فرمائے۔

ان کی کتب شناسی، کتب بینی، کتب دوستی اور علم سے شغف تو کمال تھا ہی مگر توکل، قناعت اور ایمان کی دولت بھی بے حساب تھی۔ دل ایک کامل درویش کے لئے دعا گو ہے۔ اللہ غریقِ رحمت فرمائے، آمین۔ ما شا اللہ۔(صفی راجپوت۔ کینیڈا)

☆اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعتِ احمدیہ کو کیسے کیسے لعل و گہر عطا فرمائے ہیں۔ جو ساری عمر علم کی تلاش اور افزائش میں سرگرداں رہے۔ اب بھی ایسے عاشق ہوں گے مگر دُرِّ مکنون!

☆اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والوں کو الہامات کے ذریعے کشتی نوح میں شامل ہونے کی ہدایت فرماتا ہے۔ الحمدُللہ۔ رضی اللہ عنہم و رضوعنہ۔۔۔۔ جزاک اللہ۔(پروفیسر محمد شریف خان۔ امریکہ)

☆ماشاءاللہ ہمیشہ کی طرح خوبصورت مضمون۔ جیتی رہو، آباد رہو آمین (صفیہ سامی۔ یو کے)

☆ماشاءاللہ۔ اللہ تعالیٰ درجات بلند فرماتا جائے اور آپ لوگوں کو بھی ان کی نیکیوں سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین (مبشرہ رانا۔ یو کے)

بقیہ: حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم...... از صفحہ 1

بقیہ: حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم...... از صفحہ 1

میں کچھ بناوٹ نہ ہو۔ بلکہ چاہیے کہ حضرت نبی کریم ﷺ سے سچی دوستی اور محبت ہو۔ اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت ﷺ کے لئے مانگی جائیں۔ کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں......اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ ملول ہو۔ اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو۔ اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت ﷺ پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔''

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 24-25)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بندے کے ذمے لگایا ہے۔ اسے پورا کرنے کی کوشش ہونی چاہیے تا کہ کسی بھی قسم کے محاسبہ سے بچ کے رہے۔ اللہ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر نمازوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ ذرا غور کریں کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزرتی ہو۔ وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ بھی میل باقی رہ جائے گی۔ صحابہؓ نے عرض کی اس کی میل میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ ان کے ذریعے خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے (بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوات الخمس کفارۃ)

پس یہ اللہ تعالیٰ کے معاف کرنے کے طریقے ہیں اپنے بندوں پر شفقت اور ان کے لئے بخشش کے سامان مہیا کرنے کے طریقے ہیں جس سے جتنا بھی کوئی فائدہ اٹھالے گا اتنی ہی اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والا ہوگا۔

(خطبہ جمعہ 14 جنوری 2005ء)

طلوع وغروب آفتاب

	04 جنوری 2021ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:38	17:52
مدینہ منورہ		05:43	17:47
قادیان		06:02	17:38
ربوہ		05:42	17:18
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:37	16:10